قرآن کریم میں غور وفکر کے طریقے

ڈاکٹر محمد واسع ظفر

قرآن کریم میں عقل اور فکر کی قوت استعمال میں لانے کی تاکید کے پس منظر میں کئی طرح کے اعمال کا ذکر ہے، جیسے درایت (reasoning)، فہم (understanding)، ادراک (consciousness)، تفکر (thinking)، تدبر (deliberation)، تذکر (refreshing)، اور تفقہ (comprehension) وغیرہ۔ لیکن قرآن نے سب سے زیادہ لفظ 'تفکر' کا ہی استعمال کیا ہے، یعنی غور وفکر کرنا۔

اسی طرح قرآن نے کئی جگہ غور وفکر کو تجربی مشاہدہ (empirical observation) سے جوڑ کر بیان کیا ہے، جیسے سورۂ یونس: ۱۰۱، الاعراف: ۱۸۵ اور الطارق: ۵ وغیرہ آیات میں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآن حکیم نے غور وفکر کے مختلف طریقے بتائے ہیں، جن سے انسان کو نہ صرف یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسے اپنی قوتِ فکر و عقل کا استعمال کہاں کہاں کرنا چاہیے، بلکہ ان سے فہم وشعور کی بہت سی نئی راہیں کھلتی ہیں اور نئے شعبوں کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کے ذریعے بتائے گئے طریقوں کو درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے:

● **تفکر فی القرآن** (Pondering on the Quran): قرآن کریم کی کئی آیات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر غور وفکر کی دعوت دی ہے۔ جیسے ارشاد ہے: کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۲۹﴾ (صٓ ۳۸: ۲۹) ''یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم اس سے نصیحت حاصل کریں''۔ ایک جگہ قرآن حکیم میں غور وفکر نہ کرنے والوں کی

یوں مذمت فرمائی ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد ۴۷: ۲۴) ’’کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگ رہے ہیں؟‘‘ اس مضمون کی اور بھی آیات ہیں مثلاً البقرہ: ۲۱۹، النسآء: ۸۲ وغیرہ۔

ان آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اس کی آیات میں غور وفکر کیا جائے اور ان سے نصیحت و رہنمائی حاصل کی جائے، نیز یہ کہ قرآن حکیم سے صحیح استفادہ عقل مند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ سورۃ النسآء کی آیت ۸۲ خصوصی طور پر یہ واضح کرتی ہے کہ جو لوگ قرآن حکیم میں غور وفکر نہیں کرتے، وہ اکثر شکوک وشبہات کا شکار رہتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن حکیم میں غور وفکر کرنے والوں پر حق بتدریج واضح ہوتا جاتا ہے اور وہ ایمان ویقین کی منازل طے کرتے رہتے ہیں اور بالآخر ہدایت اور کامیابی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم میں غور وفکر کے لیے عربی ادب، علم لغت، علم التجوید اور علم تفسیر کا ایک خاص مقام ہے۔ ان کے علاوہ مطالعہ سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم حدیث اور علم فقہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

● **تفکر فی الآفاق** (Pondering over the Universe): غور وفکر سے متعلق دوسری قسم کی آیات وہ ہیں، جن میں اللہ رب العزت نے کائنات، اس کے محکم نظام اور اس میں بکھری ہوئی اپنی مخلوقات میں غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ جیسے ارشاد ہے: اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ (الاعراف ۷: ۱۸۵) ’’کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمان وزمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں؟‘‘ دوسری جگہ ارشاد ہے: قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یونس ۱۰: ۱۰۱) ’’آپ کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے انھیں آنکھیں کھول کر دیکھو‘‘۔

ایک جگہ یوں فرمایا: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (البقرہ ۲: ۱۶۴) ’’بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں، اور ان کشتیوں میں جو انسان کی نفع کی چیزیں

لیے ہوئے سمندر میں چلتی پھرتی ہیں اور بارش کے اس پانی میں جسے اللہ تعالیٰ آسمان سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اور اس میں ہر قسم کی جاندار مخلوق پھیلاتا ہے اور ہواؤں کی گردش میں اور بادل میں جو تابع فرمان ہو کر آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں، نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں''۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں مثلاً: الانعام: ۹۵-۹۹، النحل: ۱۰-۱۷، ۶۵-۶۹، ۸۷-۸۱، العنکبوت: ۲۰، یٰسین: ۳۲-۴۴، الغاشیہ: ۱۷-۲۰، فاطر: ۲۷-۲۸، الروم: ۱۹-۲۵، الجاثیۃ: ۵ وغیرہ۔ ایک جگہ اللہ پاک نے ایسے بندوں کی تعریف کی ہے جو زمین و آسمان کی تخلیق اور کائنات کے دیگر اسرار و رموز پر غور کرتے ہیں اور انھیں کائنات کی حقیقت کا ادراک اور اس کے خالق کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے۔

ان آیات میں اللہ رب العزت نے انسان کو کائنات، اس کے مختلف مظاہر اور آثار میں رُونما ہونے والے مختلف حادثات و تغیرات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جو لوگ ان میں ایمانداری کے ساتھ غور وفکر کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی حکمت اور صناعی کے قائل ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ انھیں کائنات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل مل جاتے ہیں۔ اس طرح انھیں اللہ کے احکام کے سامنے سرِتسلیم خم کرنے کی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اب ذرا آپ بھی ان آیات پر غور کیجیے، کیا ان میں علم کائنات (Cosmology)، علم ہیئت (Astronomy)، علم طبیعیات (Physics) خصوصاً فلکی طبیعات (Astrophysics)، علم جغرافیہ (Geography)، بحری جغرافیہ (Oceanography) اور علم الارض (Earth Science) جیسے علوم کو حاصل کرنے کی ترغیب نہیں ہے؟

● **تفکر فی الخلق** (Pondering over the Creatures): غور وفکر کا تیسرا منہج اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وفکر ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی آیات ایسی ہیں، جن میں اللہ رب العزت نے اپنی مخلوقات خصوصاً عالم حیوانات اور نباتات کی طرف انسان کو متوجہ کیا ہے کہ ان کی ساخت، رہنے سہنے کے انداز اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد پر غور وفکر کریں اور اللہ کی قدرت اور حکمت کو پہچانیں۔ جیسے فرمایا: ''اور بے شک تمھارے لیے چوپایوں میں (مقام) عبرت (وغور) ہے، ہم تمھیں پلاتے ہیں دودھ خالص اس سے جو گوبر اور خون کے درمیان ان کے پیٹوں میں

ہے، پینے والوں کے لیے خوشگوار۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے (بھی پینے کی چیز یعنی رس حاصل کرتے ہو)، کہ تم اس سے شراب بناتے ہو اور اچھا رزق (حاصل کرتے ہو)۔ بے شک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور تمھارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں میں اور اس جگہ جہاں لوگ چھتریاں بناتے ہیں۔ پھر کھا ہر قسم کے پھلوں سے، پھر اپنے ربّ کے نرم اور ہموار راستوں پر چل، ان کے پیٹوں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (شہد)، اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں''۔ (النحل۱۶: ۶۶-۶۹)

ارشاد ہے: ● اَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ (النحل۱۶: ۷۹) ''کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو آسمان کی فضا میں حکم کے پابند (اڑتے رہتے) ہیں، انھیں کوئی نہیں تھامتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، بے شک اس میں ایمان رکھنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں''۔ ● اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ﴿۱۷﴾ (الغاشیۃ۸۸: ۱۷) ''کیا وہ لوگ نہیں دیکھتے اونٹ کی طرف کہ وہ کیسے (عجیب طور پر) پیدا کیا گیا ہے؟'' ● ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمۡ مِّنۡہُ شَرَابٌ وَّ مِنۡہُ شَجَرٌ فِیۡہِ تُسِیۡمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ یُنۡۢبِتُ لَکُمۡ بِہِ الزَّرۡعَ وَ الزَّیۡتُوۡنَ وَ النَّخِیۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ (النحل۱۶: ۱۰-۱۱) ''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمھارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے، اور وہ اسی سے تمھارے لیے اگاتا ہے کھیتی، اور زیتون، اور کھجور، اور انگور اور ہر قسم کے پھل، بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے (اللہ کی قدرت کی بڑی) نشانیاں ہیں''۔

انسان اگر عالم حیوانات اور عالم نباتات کا مطالعہ کرے تو اس کا اس نتیجے پر پہنچنا دشوار نہیں کہ یہ سب فقط نامیاتی ارتقا (organic evolution) کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کی تخلیق کے پیچھے ایک حکمت آمیز منصوبہ بندی اور طے شدہ مقاصد ہیں۔ یہ سب چیزیں اپنے مشاہدہ کرنے والوں کو اپنے خالق کو پہچاننے اور اس کی قدرت وحکمت کو سمجھنے کی دعوت دے رہی ہیں۔ انسان اس پر بھی غور کرے کہ جس رب نے ان تمام مخلوقات کو ایک مقصد کے تحت پیدا فرمایا، کیا اس نے اسے یوں ہی بے کار

پیدا کیا ہے۔ ان آیتوں سے علم حیوانات، علم حیوانات پروری، خصوصاً علم الطیور (Ornithology)، نحل پروری، علم نباتات اور زرعی تعلیم کے حصول کی طرف بھی رہنمائی ہوتی ہے۔

● **تفکر فی الانفس** (Pondering over Self): غور وفکر کے اس چوتھے منہج کی طرف رہنمائی ان آیات سے ہوتی ہے، جن میں اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی ذات میں غور وفکر کی دعوت دی ہے۔ ان میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جن میں انفس وآفاق دونوں کا ہی تذکرہ ہے، جیسے یہ آیت: اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ (الروم ۳۰:۸) ''کیا انھوں نے کبھی اپنی ذات میں غور وفکر نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں مگر حق (یعنی درست تدبیر وحکمت) کے ساتھ اور ایک وقت مقرر تک کے لیے ہی''۔ ایک جگہ ارشاد ربی ہے: سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ (حٰمٓ السجدۃ ۴۱:۵۳) ''عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ یہ (قرآن) واقعی حق ہے''۔

ایک جگہ انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنے کو یوں متوجہ فرمایا: فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ۭ خُلِقَ مِنْ مَّاۗءٍ دَافِقٍ ۝۶ۙ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَاۗىِٕبِ ۝۷ۭ (الطارق ۸۶: ۵-۷) ''پس، انسان کو چاہیے کہ (خود ہی) دیکھے (یعنی غور کرے) کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے ہوئے پانی سے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے''۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی بعض آیات میں انسان کی تخلیق و پیدایش اور اس کی زندگی کے مراحل کو واضح طور پر بیان بھی کر دیا ہے تاکہ انسان ان پر غور وفکر کرے اور اپنے خالق کو پہچانے اور پھر اس کے احکام پر ایمان لے آئے۔ مثلاً سورۃ الحج میں دیکھیں:

''اے لوگو! اگر تم (قیامت کے دن) جی اٹھنے سے شک میں ہو تو (سوچو) کہ ہم نے تمھیں (ابتداً) مٹی سے پیدا کیا، پھر اس سے نطفہ بنا کر، پھر اس سے جمے ہوئے خون کا لوتھڑا بنا کر، پھر اس سے گوشت کی بوٹی بنا کر صورت بنی ہوئی اور بغیر صورت بنی (ادھوری) تاکہ ہم تمھارے لیے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم جس کو چاہتے ہیں (ماؤں کے) رحموں میں ایک

مدت تک ٹھیرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تمھیں نکالتے ہیں بچے (کی صورت میں) تاکہ پھر تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور تم میں کوئی (عمر طبعی سے قبل) فوت ہوجاتا ہے اور تم میں سے کوئی لوٹایا جاتا ہے بدترین عمر تک تاکہ وہ (بہت کچھ) جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانے (یعنی ناسمجھ ہوجائے)، اور تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہوئی ہے، پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ تروتازہ ہوگئی اور ابھر آئی اور وہ اگا لائی ہر قسم کی خوش منظر نباتات۔ یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور یہ کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے''۔(الحج ۲۲:۵-۶)

ایک جگہ قرآن کریم نے دنیا کے مختلف خطے کے انسانوں کے درمیان رنگ ونسل اور زبان کے فرق کی طرف غور وفکر کرنے کے لیے یوں متوجہ کیا ہے: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝۲۲ (الروم ۳۰:۲۲) ''اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا مختلف ہونا، بے شک اس میں دانشوروں کے لیے نشانیاں ہیں''۔ اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں جیسے القیٰمۃ: ۳۶-۳۹، الانفطار: ۶-۸، الزمر: ۵-۶، المؤمنون: ۱۲-۱۴، السجدہ: ۷-۹، عبس: ۱۷-۲۰، المؤمن: ۶۷، الدھر: ۱-۲ وغیرہ جن میں باری تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل کا تذکرہ کیا ہے تاکہ انسان ان میں غور وخوض کرے اور اللہ کی قدرت، اس کی خالقیت، صنعت اور حکمت کو پہچان سکے۔ سائنس دراصل اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں کی پرتوں کو ہی کھولتی جارہی ہے جو اس نے انسان اور آفاق کے اندر پنہاں کی ہوئی ہیں اور جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ عنقریب وہ دن آئے گا کہ لوگ قرآن کی حقانیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے۔

ان آیات میں اگر غور کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا دشوار نہیں کہ ان میں علم کائنات، علم ہیئت، علم طبیعیات بالخصوص فلکی طبیعیات، علم الجنین، علم تشریح الاعضا، علم افعال الاعضا، علم حیاتیاتی کیمیا، علم نفسیات، علم تزکیہ نفس اور علم بشریات کے حصول کے لیے واضح اشارے موجود ہیں۔

● **تفکر فی الاحکام** (Thinking over the Commandments): غور وفکر کا پانچواں منہج وہ آیات بتاتی ہیں جن میں اللہ نے انسان کو اپنے تشریعی احکام کی حکمتوں میں غور وفکر کی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ وہ ان آیات واحکام کو اچھی طرح سمجھے اور اپنی عملی زندگی پر منطبق کرے۔

مثال کے طور پر دیکھیے: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ (البقرہ۲: ۲۱۹) ''وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کی بابت، آپ فرمایئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔ اور پوچھتے ہیں آپ سے کیا خرچ کریں؟ آپ فرمایئے جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اسی طرح صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تمھارے لیے اپنے احکام تاکہ تم غور وفکر کرو''۔ احکام قصاص کے بیان کے بعد فرمایا: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (البقرہ۲:۱۷۹) ''اے فہیم لوگو! (اس قانون) قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے، امید ہے کہ تم لوگ (اس قانون کی خلاف ورزی کرنے سے) پرہیز کرو گے''۔

اسی طرح روزہ میں رخصت کے پہلو کو بیان کرکے فرمایا: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ (البقرہ۲: ۱۸۴) ''اور روزہ رکھنا ہی تمھارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو''۔ نماز جمعہ کے سلسلے میں فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ (الجمعۃ۶۲:۹) ''اے ایمان لانے والو! جب اذان دی جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے حق میں زیادہ بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو''۔

اس موضوع کی اور بھی آیات ہیں مثلاً البقرۃ: ۱۸۵، ۲۳۰، ۲۴۰ -۲۴۱، ۲۸۲، النسآء: ۲۳ - ۲۶، المآئدۃ: ۸۹، ۱۰۰، الانعام: ۱۱۹، العنکبوت: ۴۵، الحشر: ۷ وغیرہ۔ یہ آیات علم فقہ (Jurisprudence) اور علم تزکیہ کے حصول کی ترغیب دیتی ہیں، جن میں علی الترتیب شرعی احکام کے دلائل اور ان کی روح سے بحثیں کی جاتی ہیں، لیکن وہ علم تصوف مطلوب ومقصود ہے جس کی بنیاد قرآن وسنت ہو نہ کہ بدعات وخرافات۔

● **تفکر فی الاقوام** (Thinking over the Past Nations): غور وفکر سے متعلق چھٹے منہج کا اشارہ ان آیات میں ہے، جن میں تاریخی مراحل میں قوموں کے اندر جاری اللہ تعالیٰ کی

سنت پر غور کرنے کی دعوت ملتی ہے۔

ملاحظہ کیجیے: اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶ (الانعام ۶:۶) ''کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جن کو ہم نے زمین میں ایسا اقتدار دیا تھا جیسا کہ تمھیں بھی نہیں دیا اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے نہریں بنادیں جو ان کے (مکانوں کے) نیچے بہہ رہی تھیں۔ پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کرڈالا اور ان کے بعد دوسری قوموں کو پیدا کردیا''۔

پھر فرمایا: وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۳ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴ (یونس ۱۰: ۱۳-۱۴) ''اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کردیا، جب کہ انھوں نے ظلم کی روش اختیار کی حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر (بھی) دلائل لے کر آئے، مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے۔ ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے زمین میں تم کو جانشیں کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو''۔

ایک اور جگہ ایمان والوں کے لیے یہ ضابطہ بتایا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵ (النور ۲۴: ۵۵) ''اللہ وعدہ فرما چکا ہے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں کہ انھیں ضرور زمین میں خلافت (اقتدار) عطا کرے گا جیسا کہ ان لوگوں کو خلافت عطا کی تھی جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جمادے گا، جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف (کی حالت) کو امن و امان سے بدل دے گا، وہ صرف میری عبادت کریں گے (اور) میرے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھیرائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد

بھی کفر (ناشکری) کریں تو وہ یقیناً فاسق ہیں''۔ اس طرح کی اور بھی آیات ہیں مثلاً: آل عمران: ۱۳۷ – ۱۳۸، الانعام: ۱۱، الاعراف: ۹۶، ۱۳۶ – ۱۳۷، ھود: ۱۸ – ۲۰، یوسف: ۱۰۹، الحج: ۴۰ – ۴۱، النمل: ۶۹، القصص: ۴ – ۶، الروم: ۹ وغیرہ۔

ان آیات سے علم تواریخ کے مطالعے کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے، جس کا مقصد گذشتہ قوموں کے اندر جاری اللہ تعالیٰ کی سنت کو سمجھنا ہو، یعنی وہ کیا عوامل ہیں، جن سے کسی قوم کو عروج اور ترقی حاصل ہوتی رہی ہے اور جن سے کسی قوم کا زوال ہوتا آیا ہے؟ انسان تاریخ کے مطالعے سے اگر ان عوامل کو سمجھ لے تو بہت سی غلطیوں سے بچ سکتا ہے اور ترقی وعروج کے بلند و بالا مقام کو پا سکتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت بدلتی نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں قرآن کا اعلان ہے۔

واضح رہے کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت کائنات میں رونما ہونے والے حادثات وتغیرات میں بھی جاری ہے، جسے سائنس دان Law of Nature (قانونِ قدرت) کہتے ہیں۔ سائنس درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ان سنتوں، یعنی 'قدرتی قوانین' کو ہی سمجھنے اور ان کی وضاحت کرنے کا عمل ہے۔

ان تفصیلات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے انسان کو غور وفکر کی دعوت کس اہتمام سے دی ہے۔ یہ اہتمام انسانی زندگی میں غور وفکر کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ غور وفکر اور تدبر وتفکر ہی ہے جس سے علمی تحقیق کی راہیں کھلتی ہیں۔ انسان قرآن کے بتائے ہوئے نہج کے مطابق جس رخ پر بھی اپنے تدبر وتفکر کو مرکوز کرے گا، خود کو علم کے ایک اتھاہ سمندر میں غوطہ زن پائے گا۔ اس لیے قرآن کریم کی غور وفکر پر یہ تاکید دراصل علم وتحقیق کی دعوت ہے جو تمام انسانوں کو دی گئی ہے اور ایک مسلمان چونکہ اس کا خصوصی مخاطب ہے، اس لیے اس پر یہ لازم ہے کہ وہ ان میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کرے، جن کی نشاندہی مختلف ذیلی عناوین کے تحت سطور بالا میں کی گئی ہے اور دیگر نامناسب اور غیر مفید میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچائے۔

قرآن حکیم نے علم کے سلسلے میں دین اور دنیا کی کوئی تفریق نہیں کی، صرف اس کے نفع کے پہلو کو ملحوظ رکھا ہے۔ لہٰذا جو شخص مذکورہ علوم کو کائنات میں بکھری ہوئی اللہ کی نشانیوں کو دریافت کرنے، اس کی قدرت اور کاریگری کو سمجھنے اور اس کی مخلوقات خصوصاً عالم انسانیت کی نفع رسانی کی غرض سے جس کا حتمی مقصد حصول رضائے الٰہی ہو، حاصل کرنے کی سعی کرے گا تو اس کا یہ عمل عینِ دین

ہوگا اور وہ ان تمام فضیلتوں کا مستحق ہوگا جو علم کے سلسلے میں قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ ماضی میں ہماری درسگاہوں میں بھی علم کے سلسلے میں ایسی کوئی تفریق نہیں پائی جاتی تھی۔

فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، تصوف، علم لغت، تاریخ کے ساتھ ساتھ مختلف سائنس اور ریاضی کے میدان میں مسلم اسکالرز کی کاوشوں سے جو علمی سرمایہ وجود میں آیا، اس کا محرک دراصل وہ قرآنی آیات ہی تھیں، جن میں ضروری علم کے ساتھ غور وفکر اور تدبر وتفکر کی دعوت دی گئی ہے اور جس نے مسلمانوں کو علم وترقی کے بام عروج پر پہنچایا اور یورپ کے نشاتِ ثانیہ (Renaissance) کا بھی موجب بنا، جس کا اعتراف مغربی مفکرین بھی کرتے ہیں۔ تاہم، جب سے مسلمانوں کی اکثریت نے قرآن حکیم سے رہنمائی حاصل کرنا چھوڑ دیا اور مختلف علوم کے درمیان تفریق شروع کردی۔ جس کے نتیجے میں ان کا زوال شروع ہوا اور آج یہ قوم آبادی کے لحاظ سے دوسرے مقام پر ہوتے ہوئے بھی پوری دنیا میں بے وزن ہے۔ وہ قوم جو کبھی دیگر اقوام عالم کی امام تھی آج ہر جدید نفع بخش علم کے سلسلے میں دوسروں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔